Regd S No 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یوسٹ بکس نمبر ۲۹۴ ۔ کراچی ۔

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

المصلح

تحریک جدید

خطبہ نمبر ۳۲

۱۰ صفر المظفر ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر:- عبدالقادر بی-اے

رنپیر

جلد ۶ | ۲۰ اخاء ۱۳۳۲ ہش | ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۵۳ | نمبر ۱۶۸

عرب ممالک کی حمایت میں پاکستان نے ہمیشہ ہی پورے جوش وخروش اور محبت و خلوص کا ثبوت دیا ہے

دنیائے اسلام کی تاریخ میں چودھری محمد ظفر اللہ خاں کی خدمات ہمیشہ زندہ رہیں گی

بیروت (ہوائی ڈاک) "آزادی و انصاف" کا بول بالا کرنے اور مظلوموں کی ہر موقع پر امداد کرنے کے سلسلے میں پاکستان نے جو خدمات سرانجام دی ہیں۔ یہاں کے اخبار "ڈیلی سٹار" نے ان کو بے حد سراہا ہے۔ دنیائے عرب کے ساتھ پاکستان کو جو محبت ہے۔ اور اس کے لیڈروں نے اقوام متحدہ میں اس غلام قوموں کو ان کا حق خود ارادیت دلانے کے بارے میں جو مساعی کی ہیں۔ ان کی تعریف کرتے ہوئے اخبار مذکور نے ایک مقالہ افتتاحیہ میں پاکستان کو حق و صداقت اور انصاف کا علمبردار قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس نے لکھا ہے کہ:- "اقوام متحدہ کی سیاسی کمیٹی میں شمالی افریقہ کا معاملہ پیش کرنے کے لیے عرب ایشیائی گروپ نے ایک پاکستانی نمائندے کو منتخب کیا ہے۔ اگر اس مسئلے پر پہلی تقریر پاکستان کی طرف سے ہو۔ عرب ممالک کو آج جو مسائل درپیش ہیں۔ ان کو حل کرنے میں ہمارے پاکستانی بھائیوں نے ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا ہے۔ اور پورے جوش وخروش اور کامل وفاداری کے ساتھ ہمارے مفادات کی حمایت کی ہے۔ بعض دوسرے "دوستوں" کی روش کے برخلاف جو دوستی کا دم تو بھرتے ہیں۔ لیکن دل میں ان کے کھوٹ ہوتی ہے پاکستانی ہر قسم کے لالچ یا غرض سے بالا ہو کر خلوص نیت کے ساتھ ہماری امداد کو آتے ہیں۔ انہیں ہمارے تیل کی حاجت نہیں۔ اور نہ ہی ان ممالک کے ساتھ ان کی کوئی اور غرض وابستہ ہے۔ پھر بھی وہ ہمارے مفادات کی حفاظت میں ہمیشہ سینہ سپر رہتے ہیں۔ اس امر کی بجز اس کے اور کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ وہ آزادی کے بے لوث علمبردار ہیں۔ تاکہ دنیا میں مظلوموں کے ساتھ انصاف ہو۔ اور انہیں ان کا جائز حق مل سکے۔

"چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے نیویارک واپس تشریف لے آنے پر عرب ایشیائی گروپ کے ہاتھ پہلے سے بہت زیادہ مضبوط ہو جائیں گے۔ اقوام متحدہ کے اس ملنے ہوئے فصیح البیان مقرر کی وجہ سے ایشیا اور افریقہ کی متحدہ آواز کو وہ تاثیر عطا ہو گی۔ کہ اقوام متحدہ کے کان جنہیں بڑی طاقتوں کی حرص و آز نے بہرہ بنا رکھا ہے۔ کھل جائیں گے۔ فلسطین کے مسئلے پر انہوں نے جو تقریریں کی تھیں۔ وہ تاریخ میں عظیم الشان فن خطابت اور ذاتی قابلیت کے شاہکار کی حیثیت سے ہمیشہ زندہ رہیں گی۔ ان کی تقاریر نے بڑی طاقتوں کے نامور نمائندوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اور ان کے دلوں میں شکست خوردگی کا شدید احساس پیدا ہو گیا۔ اگر انصاف کی نہ چلی تو اس میں ان کا کوئی قصور نہیں۔ بلکہ قصور اس اقوام متحدہ کا ہے۔ جو آمریت اور ناانصافی کو زندہ رکھنے کے لئے قائم کی گئی ہے۔" (ڈان ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۳ء)

قائم مقام گورنر جنرل نے اپنے عہدے کا حلف اٹھالیا

کراچی ۱۹ اکتوبر۔ آج صبح چیف جسٹس مسٹر عبدالرشید نے گورنر جنرل ہاؤس میں قائم مقام گورنر جنرل کی حیثیت سے اپنے عہدے کا حلف اٹھایا۔ بیرونی ملکوں کے سفراء مرکزی وزیر صوبائی نمائندے۔ سندھ چیف کورٹ کے جج اور مجلس دستور ساز کے متعدد ممبروں نے اس تقریب میں شرکت کی۔

مقبوضہ کشمیر میں بھارت کی مداخلت دن بدن بڑھتی جارہی ہے

ریاست کے دورہ کے بعد رائٹر کے خاص نامہ نگار کا بیان

کراچی ۱۹ اکتوبر۔ رائٹر کے ایک خاص نامہ نگار نے مقبوضہ کشمیر کا دورہ کرنے کے بعد کہا ہے۔ کہ بخشی غلام محمد کی حکومت روز بروز بھارت کی طرف جھک رہی ہے۔ اور ریاست میں بھارت کی مداخلت بڑھتی جارہی ہے۔ یاد رہے۔ کہ رائٹر کا یہ خاص نامہ نگار پہلا غیر ملکی صحافی ہے۔ جسے عبداللہ حکومت کے زوال کے بعد مقبوضہ کشمیر میں جانے کی اجازت دی گئی تھی۔ نامہ نگار نے کہا ہے۔ گو بظاہر اس وقت مقبوضہ کشمیر میں حالات پرسکون ہیں۔ لیکن وہاں کے باشندوں میں بالعموم اور کسانوں میں بالخصوص شیخ عبداللہ کے زوال کے باعث بہت بے چینی پائی جاتی ہے۔ سری نگر میں اکثر پاکستان کے حق میں نعرے لگائے جاتے ہیں۔ اور ریاست کی اقتصادی حالت بھی سیاحوں کی آمد بند ہونے کی وجہ سے بگڑ رہی ہے۔ نامہ نگار مذکور نے کہا ہے کہ ریاست کی ملیشیا پر مقامی فوج پر بھارتی فوج کا اقتدار تدریجاً بڑھ رہا ہے۔

جداگانہ انتخاب اقلیتوں کے لئے ایک رحمت ہے (نور الامین)

کراچی ۱۹ اکتوبر۔ آج صبح مجلس دستور ساز میں مشرقی بنگال کے وزیر اعظم مسٹر نور الامین نے تقریر کرتے ہوئے کہا جداگانہ انتخاب پاکستانی اقلیتوں کے لیے حقیقی معنوں میں رحمت ہے۔ اس کی بدولت آج انہیں اپنے حقوق پر زور دینے اور اپنے مطالبات کو بے باکی سے پیش کرنے کا موقع ملا ہے۔ آپ نے کہا پاکستانی اقلیتوں کو ہندوستان میں مخلوط انتخاب کے تجربہ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ جہاں پر مسلمان اور دیگر تمام اقلیتیں اس کے ناقوں نالاں ہیں۔ جن غیر مسلموں نے اپنے اہل و عیال ہندوستان میں بھیجے ہوئے ہیں۔ آپ نے ان سے اپیل کی۔ کہ اگر واقعی وہ پاکستان کو اپنا ملک سمجھتے ہیں۔ تو انہیں اپنے بال بچے فوراً واپس لے آنے چاہئیں۔ اور بیرونی طاقت پر بھروسہ کرنے کی بجائے خود اپنی حکومت سے اپنے حقوق منوانے چاہئیں۔

امریکی وزیر خارجہ واشنگٹن روانہ ہو گئے

لنڈن ۱۹ اکتوبر۔ امریکہ کے وزیر خارجہ مسٹر جان فاسٹر ڈلس وزراء خارجہ کی کانفرنس میں شرکت کرنے کے بعد کل رات واشنگٹن روانہ ہو گئے۔ لنڈن سے روانہ ہونے سے قبل انہوں نے بتایا۔ کہ مغربی طاقتیں روس کو جو مراسلہ بھیجیں گی۔ اس کانفرنس میں اس کے بارے میں پورا اتفاق ہو گیا ہے۔ انہوں نے بتایا۔ کہ وزراء خارجہ کی مزید ملاقات اب دسمبر میں ہو گی۔ نیز اس بات کی تردید کی۔ کہ روس کے ساتھ بات چیت کرنے کے متعلق برطانیہ اور امریکہ کے درمیان کوئی بنیادی اختلافات ہیں۔

ترکی میں سولہ کمیونسٹوں کے خلاف مقدمہ کی سماعت

حکومت کا تختہ الٹنے کا الزام

استنبول ۱۹ اکتوبر۔ کئی ماہ کی تفتیش اور تحقیقات کے بعد ان سولہ کمیونسٹوں کے خلاف مقدمہ کی سماعت شروع ہو گئی ہے۔ جن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے حکومت ترکی کا تختہ الٹنے کی کوشش کی تھی۔ ایک فوجی عدالت اس مقدمے کی سماعت کر رہی ہے۔

برطانوی مصری مذاکرات میں التواء ناگزیر

قاہرہ ۱۹ اکتوبر۔ امریکی سفیر مقیم قاہرہ مسٹر جیفرسن کیفری نے کل یہاں علاقہ سویز کے متعلق مصری برطانوی گفت و شنید کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ طرفین کے نمائندوں کی آئندہ ملاقات فیصلہ کن ہو گی۔ لیکن یہ ضروری نہیں۔ کہ یہ آخری ملاقات ہو۔ ہو سکتا ہے۔ کہ اس کے بعد بھی بعض امور کے بارے میں گفت و شنید کرنی پڑے۔ طرفین کی آج جو ملاقات ہونے والی تھی۔ وہ برطانوی مندوب اعلیٰ جنرل سر رابرٹسن کی علالت کے باعث اس ہفتہ کے اختتام تک ملتوی کر دی گئی ہے۔ مسٹر کیفری نے کل مصری وزیر خارجہ مسٹر محمود فوزی سے ملاقات کی۔ "الاہرام" نے غیر ملکی سفارتی حلقوں کے حوالے سے لکھا ہے۔ کہ صورت حال کسی حد تک بہتر ہو گئی ہے۔

سائیکل بنانے کا پہلا کارخانہ

لاہور ۱۹ اکتوبر۔ گلبرگ انڈسٹریل کالونی میں جو سائیکل بنانے کا کارخانہ تعمیر کیا جارہا تھا۔ اس نے کام شروع کر دیا ہے۔ فی الحال اس میں ۳۰۰ سائیکلیں ماہوار بن رہی ہیں۔ کارخانے کے مینیجنگ ڈائرکٹر مسٹر عزیز الدین نے بتایا ہے۔ کہ عنقریب یہ کارخانہ اس قابل ہو جائے گا۔ کہ ہر ماہ ایک ہزار سائیکل تیار کر سکے۔ آج کل چند ایک پرزوں کے سوا باقی تمام پرزے کارخانے ہی میں تیار ہو رہے ہیں۔

اسرائیل بھی شکایت کرے گا

یروشلم ۱۹ اکتوبر۔ اسرائیل کی کابینہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ عربوں کی طرف سے عارضی صلح کی خلاف ورزی کے ضمن میں جو واقعات رونما ہوئے ہیں۔ ان کے خلاف اقوام متحدہ سے احتجاج کیا جائے۔

جاپان میں دس سال معمول سے بہت کم چاول پیدا ہو گا

ٹوکیو ۱۹ اکتوبر۔ اس سال جاپان میں چاول کی فصل معمول کے مطابق نہیں ہے۔ وزارت خوراک کا کہنا ہے کہ ۱۹۳۴ء کے بعد سے اب تک اتنی کم فصل پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اندازہ ہے۔ کہ اس سال سیلاب اور بارش کی زیادتی کے باعث چاول کی فصل گذشتہ سال کی نسبتاً ۵۸,۰۰۰,۰۰۰ بشل کم ہو گی۔

مالٹا کی اسمبلی توڑ دی گئی

مالٹا ۱۹ اکتوبر۔ مالٹا کے گورنر نے اسمبلی کو توڑنے کے بعد نئے انتخابات کا حکم دیا ہے۔ وزیر اعظم آج سے ایک ہفتہ پہلے مستعفی ہو گئے تھے۔ وہاں کی دو سیاسی پارٹیاں اسمبلی کی چار نشستوں کے لیے انتخابات میں حصہ لیں گی۔

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے انجمن پریس لارنس روڈ میں طبع کرا کر دفتر المصلح میکگریگن لین کراچی سے شائع کیا۔

روزنامہ المصلح کراچی
مورخہ ۲۰ اخاء ۱۳۳۲ ہش

مسلم لیگ کی صدارت

۱۷ اکتوبر کو پاکستان مسلم لیگ کونسل نے اپنے پہلے اجلاس میں آنریبل مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان کو بڑی بھاری اکثریت کے ساتھ آل پاکستان مسلم لیگ کا صدر منتخب کر لیا ہے۔ ملک اور بالخصوص مسلم لیگ کا باشعور طبقہ اسی فیصلہ کا منتظر تھا۔ اور یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ کونسل کے اراکین نے یہی فیصلہ کر کے اپنی دانشمندی کا ثبوت دینے کے علاوہ مسلم لیگ اور پاکستان دونوں کی تقویت اور استحکام کا ایک اور ذریعہ تلاش کر لیا ہے۔

کونسل کے اراکین کی ایک معمولی اور قلیل تعداد اس خیال کی حامی تھی۔ کہ اصولاً وزارت اور صدارت فردِ واحد میں جمع نہیں ہونی چاہیئے۔ اور یہی "اصول" تھا۔ جس کی خاطر قاضی محمد عیسیٰ (بلوچستان) نے کہا ہے۔ کہ وہ مسٹر محمد علی کے مقابلہ پر دوسرے امیدوار تھے۔ ورنہ جیسا کہ انہوں نے کونسل کے اجلاس میں ہی بیان کیا۔ وہ خود بھی مسٹر محمد علی کی قابلیت اور قیادت پر پورا پورا اعتماد رکھتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ جہاں تک اعتماد کا تعلق ہے۔ مسٹر محمد علی کی ذات پر کونسل کے تمام اراکین ہی متفق ہیں۔ اور اب جبکہ وہ آئینی طور پر صدر منتخب ہو گئے ہیں۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ تمام مسلم لیگی ان سے پورا پورا تعاون کریں گے۔

جہاں تک وزارت اور صدارت کے فردِ واحد میں مجتمع نہ کرنے کا سوال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک کے موجودہ حالات میں اس اصول کی پابندی چنداں مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہم اس وقت اس کی تفصیل میں نہیں جا سکتے۔ لیکن یہ ظاہر ہے۔ کہ انہی حالات کا تقاضا تھا۔ کہ خان لیاقت علی خان مرحوم کو اور ان کے بعد خواجہ صاحب کو بھی وزارت کے ساتھ صدارت کا بوجھ اٹھانا پڑا۔ اور یہ صرف ہمارے ملک میں ہی نہیں بلکہ ہمارے ہمسایہ ملک میں بھی جس کے حالات قریباً قریباً ہمارے جیسے ہی ہیں۔ وہاں بھی اسی طریق کو بالآخر اختیار کر لیا گیا۔ اور آج وہاں کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو بھی دوسری بار کانگرس کے صدر منتخب ہو کر وزارت اور صدارت دونوں کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں۔ خود مسٹر محمد علی بھی ابتداء میں اسی خیال کے حامی تھے۔ اور وہ نہیں چاہتے تھے۔ کہ اپنے فرائض کو صدر مسلم لیگ کی حیثیت سے اور زیادہ بڑھا لیں۔ لیکن کونسل کے اراکین کی اکثریت نے انہی غیر معمولی حالات کی وجہ سے یہ ذمہ داری بھی انہی کے کندھوں پر ڈال دی ہے۔

جہاں تک مسٹر محمد علی کی اپنی ذات کا سوال ہے۔ انہوں نے نہایت مختصر سے عرصہ میں ہی اپنی قابلیت۔ اور حسن کارکردگی کا ثبوت بہم پہنچا دیا ہے۔ ملکی حالات کے کسی حد تک سدھارنے کے علاوہ مسلم لیگ کی مضبوطی اور تقویت کے لئے بھی انہوں نے شروع سے ہی کوششیں جاری رکھی ہیں۔ ان کی وزارت کے عین ابتدائی دنوں میں ہی سندھ کے انتخابات کی مہم شروع تھی۔ وہاں جو مسلم لیگ کو نمایاں کامیابی ہوئی ہے۔ یقیناً اس میں بہت بڑا دخل مسٹر محمد علی کی ہی کوششوں کا ہے۔ اسی طرح موجودہ آئینی تعطل کو دور کرنے میں حسن تدبر کا ثبوت آپ نے دیا ہے۔ اس سے بھی ملک کے ہر حصہ میں ایک بار پھر اعتماد کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اور یہ امید زیادہ روشن نظر آ رہی ہے۔ کہ انشاء اللہ ہم ان کی قیادت میں بڑی تیز رفتاری کے ساتھ اپنی مشکلات پر قابو پا لیں گے۔

مسلم لیگ جو اس وقت ملک کی سب سے بڑی اور حکمران پارٹی ہے۔ حکومتی انتظامات کے بعد ملکی حالات کو سدھارنے اور عوام کے سیاسی اور قومی شعور کو بلند رکھنے کا فرض اسی پر آتا ہے۔ پچھلے چند سالوں سے یہ شکایت بجا طور پر رہی ہے۔ کہ مسلم لیگ کے اراکین اپنے فرائض کو ادا نہیں کر رہے۔ بلکہ سرے سے اپنے اصولوں کو ہی فراموش کرتے جا رہے ہیں۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلم لیگ کی عوامی مقبولیت کا اب وہ حال نہیں رہا۔ جو قائد اعظم رح کے زمانے میں یا اس کے کچھ عرصہ بعد تک تھا۔ اور اسی وجہ سے مختلف سیاسی اور مذہبی ناموں سے بعض لوگوں کو اس کے خلاف پراپیگنڈا کا موقعہ بھی مل گیا۔

اب ہم امید کر سکتے ہیں۔ کہ مسلم لیگ اپنے نئے صدر کی قیادت میں اپنی پرانی غفلتوں کے لبادے کو اتار کر نئی امنگوں کے ساتھ عوام کے سامنے آئے گی۔ اور خاص طور پر موجودہ انتشار اور بے اطمینانی کے دور میں وہ اپنے بانی قائد اعظم کے زریں اصول **تنظیم اتحاد اور یقین محکم** پر عمل کر کے ملک کے لوگوں کے لئے سکون اور اطمینان کی راہیں تجویز کرے گی۔ اور خود مسٹر محمد علی بھی جن کی ذمہ داریاں پہلے سے دگنی ہو گئی ہیں مشکلات و مصائب کے باوجود ملکی و قومی بہبود کی منزل تک پہنچنے کے لئے اپنی اور اپنے رفقاء کی رفتار کو اور زیادہ تیز کر دیں گے

حدی را تیز تر می خواں چوں محمل را گراں بینی۔

ہم اس موقعہ پر ملک کے عوام سے بھی اپیل کریں گے۔ کہ وہ مسلم لیگ کے احیاء و تجدید میں نئے صدر کا پورا پورا ساتھ دیں۔ مسلم لیگ نے ہی پاکستان حاصل کیا ہے۔ وہی ایک شاندار ماضی رکھتی ہے۔ اور آج بھی ہزار نقائص کے باوجود صرف وہی ایک سیاسی پارٹی ہے۔ جو ملک کے لئے کچھ کر سکتی ہے۔

نئے صدر کے انتخاب کے بعد یقیناً مسلم لیگ کا ایک نیا دور شروع ہو رہا ہے۔ اس موقعہ پر ان کی کوششیں پہلے سے زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہو سکتی ہیں۔

اسی طرح مسلم لیگ سے نکل جانے والے ان لوگوں کو بھی جن میں سے بعض کے متعلق ہمیں یقین ہے۔ کہ ان کے دلوں میں حب الوطنی اور عوام کی خیر خواہی کے جذبات ہیں۔ انہیں اس نئے موڑ پر ضرور اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنی چاہیئے۔ کیا بعید ہے۔ کہ ان لوگوں کے پھر آ جانے سے مسلم لیگ کی طاقت میں اضافہ ہو۔ اور وہ پھر ملک و قوم کی بہبود کے لئے کوئی نمایاں کام کر سکے۔ اور صحیح معنوں میں عوام کی سیاسی رہنمائی کا فرض ادا کر سکے۔

کیا کریں

اس بے قراریٔ دلِ ناداں کو کیا کریں
اے دوست یہ بتا غمِ ہجراں کو کیا کریں

بیگانہ بن گئی ہے چمن کی روش روش
آئے بھی تو نسیمِ خراماں کو کیا کریں

اہلِ وطن کی تنگ نگاہی کو دیکھ کر
ارضِ وطن کی وسعتِ داماں کو کیا کریں

حق تو یہی ہے جس میں خدا کی نہ ہو رضا
ہم اس شکوہ و شوکتِ شاہاں کو کیا کریں

پھر اذن ہے زباں کو خموشی کا اِن دنوں
اِن نالہ ہائے کلبۂ احزاں کو کیا کریں

لب چپ رہے تو آنکھ سے ٹپکے گی دل کی بات
آخر ہم اپنے جذبۂ پنہاں کو کیا کریں

بہتے رہے تو پھر کوئی طوفاں اٹھائیں گے
ناہید اپنے دیدۂ گریاں کو کیا کریں

عبدالمنان ناہید

۳۲ء

خطبہ جمعہ

جمعہ اور عیدین کی نمازیں قربِ الٰہی حاصل کرنے کے علاوہ قومی مشکلات کو جاننے اور انہیں دور کرنے کا بھی ایک اعلیٰ ذریعہ ہیں

مومن کو چاہیئے کہ وہ نہ صرف اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط بنائے بلکہ عوام کی مشکلات کے دور کرنے میں بھی عملی حصہ لے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۱ اگست ۱۹۵۳ء بمقام کراچی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

شریعت نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ اگر

عید اور جمعہ

اکٹھے ہو جائیں تو جائز ہے کہ جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز پڑھ لی جائے۔ لیکن یہ بھی جائز ہے کہ عید اور جمعہ دونوں پڑھ لئے جائیں۔ کیونکہ ہماری شریعت نے ہر امر میں سہولت کو مدنظر رکھا ہے۔ چونکہ عام نمازیں اپنے اپنے محلوں میں ہوتی ہیں۔ لیکن جمعہ کی نمازیں سارے شہر کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ اسی طرح عید کی نماز میں بھی سب لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور ایک دن میں دو ایسے اجتماع جن میں دور دور سے لوگ آکر شامل ہوں۔ مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔ اس لئے شریعت نے اجازت دی ہے کہ اگر لوگ برداشت نہ کر سکیں تو جمعہ کی بجائے ظہر پڑھ لیں۔ بہر حال

اصل غرض شریعت کی

یہ ہے کہ مسلمان اپنی زندگی میں زیادہ سے زیادہ عرصہ کے لئے اکٹھے بیٹھ سکیں کیونکہ اسلام صرف دل کی صفائی کے لئے نہیں آیا۔ اسلام قومی ترقی اور معاشرت کے ارتقا کے لئے بھی آیا ہے۔ اور قوم اور معاشرت کا پتہ بغیر اجتماع میں شامل ہونے کے نہیں لگ سکتا۔ ایک انسان اپنے گھر میں بیٹھے خواہ کتنا ہی اللہ اللہ کرتا رہے۔ کتنا ہی ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ جب تک وہ اپنے ہمسایہ سے نہیں ملتا۔ اس وقت تک اسے اپنے ہمسایہ کی مصیبتوں اور اس کی مشکلات کا علم نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب وہ ملتا ہے تب اسے پتہ لگتا ہے۔ کہ دنیا میں کن حالات میں سے لوگ گزر رہے ہیں۔ مثلاً ابھی پیچھے

ملک میں تفرقہ

پیدا ہوا۔ اور لاکھوں لاکھ آدمی ادھر سے ادھر آ گئے۔ اور لاکھوں لاکھ ادھر سے ادھر چلے گئے۔ اخباروں میں پڑھنے سے اور لوگوں کے حالات سننے سے کچھ نہ کچھ اندازہ تو ہوتا تھا کہ مہاجرین کو کیا کیا تکالیف ہیں۔ اور وہ کن مصیبتوں میں سے گزر رہے ہیں۔ لیکن دیکھنے سے کچھ اور ہی اندازہ ہوتا ہے۔

مجھے یاد ہے

۱۹۴۸ء میں میں کسی سفر پر لاہور سے گیا۔ ایسی پر لاہور سے چالیس میل کے فاصلہ پر میں نے ہزاروں آدمیوں کا اجتماع دیکھا۔ جو کھلے میدان میں بانس کھڑے کر کے اور ان کے اوپر چادریں تان کر ڈیرہ ڈالے پڑے تھے مجھے وہ اجتماع کچھ عجیب سا معلوم ہوا۔ بظاہر ان کی شکل ایسی ہی تھی جیسے خانہ بدوش ہوتے ہیں۔ مگر ان کی اتنی تعداد نہیں ہوا کرتی۔ میں نے اپنے بعض ساتھیوں سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا۔ یہ دیہی خانہ بدوش قومیں معلوم ہوتی ہیں۔ مگر ان کے اس جواب سے میرے دل کو تسلی نہ ہوئی۔ اور میں نے

لوگوں سے پوچھا

کہ یہ کیا بات ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ مہاجرین ہیں۔ جو اس طرح کھلے میدان میں بانس گاڑ کر اور ان کے اوپر چادریں ڈال کر ہزاروں کی تعداد میں یہاں ڈیرہ ڈالے پڑے ہیں۔ حالانکہ اس وقت تک ہجرت پر آٹھ نو مہینے گزر چکے تھے۔ مگر باوجود اس کے کہ اس وقت تک آٹھ نو مہینے گذر چکے تھے۔ ابھی تک وہ لوگ چادریں تان کر میدان میں گزارہ کر رہے تھے۔ جب میں نے ان کو دیکھا۔ اس وقت سردی کا موسم گزر چکا تھا۔ اور گرمی کا موسم شروع تھا۔ گویا ستمبر۔ اکتوبر۔ نومبر۔ دسمبر اور پھر جنوری فروری۔ مارچ اور اپریل آٹھ مہینے گزر چکے تھے۔ مئی یا جون کا مہینہ شروع ہو چکا تھا۔ اور ابھی وہ لوگ اس طرح کھلے میدانوں میں پڑے تھے۔ کہ انہیں اپنی رہائش کے لئے جھونپڑی تک بھی میسر نہیں تھی۔ میرے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ کہ ہزاروں آدمی اس طرح اپنی زندگی بسر کر سکتے ہوں۔ لیکن اس وقت ان لوگوں کو دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ

مہاجرین کی کیا حالت ہے

اور وہ کیسی تکلیف سے اپنی زندگی کے دن بسر کر رہے ہیں۔ پھر اب جو میں کراچی آ رہا تھا۔ تو جب حیدرآباد کے پاس ریل پہنچی۔ میں نے دیکھا۔ کہ ہزاروں ہزار جھونپڑیاں جو محض تنکوں کی بنی ہوئی تھیں۔ ان میں بارش کی وجہ سے اتنا پانی بھرا ہوا تھا۔ کہ جہاں تک نظر جاتی تھی۔ پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ اور جو جھونپڑیوں کے درمیان گلیاں سی بنائی گئی تھیں۔ ان میں بھی گھٹنوں گھٹنوں تک پانی چل رہا تھا۔ میں نے دیکھا۔ کہ اس وقت وہ لوگ اپنے جھونپڑوں سے نکل کر اپنے اپنے ہمسایوں کے ساتھ کھڑے اس مزے سے باتیں کر رہے تھے۔ کہ جیسے کوئی اعلیٰ درجہ کی گلیوں میں کھڑا ہو۔

اس نظارہ کو دیکھکر

تعجب بھی ہوا۔ کہ ایسی حالت میں بھی ان کے دلوں میں کتنا جوش پایا جاتا ہے اور ساتھ ہی ان کی حالت کو دیکھ کر سخت صدمہ بھی محسوس ہوا۔ کہ اتنا لمبا عرصہ گذر جانے کے باوجود حکومت نے اب تک ان کو بسانے کی طرف کوئی توجہ نہیں کی ہر حکومت جب قائم ہوتی ہے۔ تو وہ بڑے زور سے اعلان کرتی ہے۔ کہ وہ

مہاجرین کی آبادی

کا مسئلہ حل کرنے کے لئے اپنی پوری کوشش صرف کر دیگی۔ مگر متواتر اعلانات کے باوجود مہاجرین کی آبادکاری کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ پھر وہ وزارت بدل جاتی ہے۔ اور

دوسری وزارت

آ جاتی ہے۔ اور وہ بھی ایک ویسا ہی اعلان کر دیتی ہے۔ مگر عملی رنگ میں وہ بھی کوئی کام نہیں کرتی۔ اور صرف الفاظ سے مہاجرین کو تسلی دلانے کی کوشش کرتی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ آخر اس میں

مشکلات کیا ہیں

اور کیوں ان مہاجرین کو اب تک باعزت طریق پر بسایا نہیں جا سکا۔ ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ ربوہ کی زمین جو ایک ہزار سال سے آباد نہیں ہوئی تھی۔ اور جس کو گورنمنٹ نے کئی دفعہ ٹھیکہ پر بھی دیا۔ تا کہ لوگ اسے کسی طرح

آباد کریں

مگر ٹھیکہ دار بیس بیس تیس تیس ہزار روپیہ لگا کر بھاگ گئے۔ اس زمین کو خرید کر ہم نے پاکستان کو لوٹ لیا۔ اور یہ نہیں دیکھا جاتا۔ کہ ہم نے اس زمین کو آباد کرنے اور اپنی جماعت کے مہاجرین کو بسانے کے لئے

سکتے لاکھ روپیہ خرچ کیا۔ ان لوگوں میں جو گھاس پھوس کے جھونپڑوں میں رہائش رکھ رہے ہیں گاؤں کے نمبردار بھی ہوں گے وہ لوگ بھی ہوں گے جو ہندوستان میں سو سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار کی آمد رکھتے ہوں گے مگر واقعہ یہ ہے کہ ہمارے ربوہ کے ایک چوڑھے کا مکان بھی ان کے جھونپڑوں سے بدرجہا بہتر ہے۔ ہم نے تین چار لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ روپیہ خرچ کرکے لوگوں کی رہائش کے لئے پہلے عارضی مکانات بنائے اور پھر

لاکھوں لاکھ روپیہ خرچ کرکے

عارضی مکانات کو مستقل مکانات میں تبدیل کیا غالباً اس وقت تک چالیس پچاس لاکھ روپیہ خرچ ہو چکا ہوگا۔ یا شاید اس سے بھی زیادہ۔ لوگوں نے اعتراض بھی کئے اور کہا کہ قوم کا روپیہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ اور اس کے خرچ میں اسراف سے کام لیا جا رہا ہے۔ مگر میں نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ کیونکہ میں نے سمجھا کہ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے۔ کہ وہ لوگ جو بے گھر ہو چکے ہیں ان کی رہائش کا انتظام کیا جائے۔ ہم لوگ تو خود مہاجر تھے۔ اگر ہم نے اپنے لئے یہ انتظام کر لیا تو کیا وجہ ہے کہ گورنمنٹ اس قسم کا انتظام نہیں کر سکتی

اصل بات یہ ہے

کہ گورنمنٹ اپنی آنکھوں سے ان کے حالات کو نہیں دیکھتی۔ مجھے پہلے یقین نہیں آتا تھا۔ کہ ہزاروں ہزار مہاجر ابھی اس بے کسی حالت میں پڑے ہیں۔ کہ انہیں اپنا سر چھپانے کے لئے بھی جگہ نہیں مل رہی۔ لیکن دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ ان کی ایسی حالت ہے کہ انسانیت کی اس سے زیادہ بے عزتی ناممکن ہے۔ پاکستان کے قیام پر چھ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اور اب ساتواں سال شروع ہے۔ اس چھ سال کے عرصہ میں ابھی تک گورنمنٹ اس قابل نہیں ہوئی۔ کہ لوگوں کو عارضی مکانات ہی دے سکے حالانکہ

عارضی مکانات

بننے پر کچھ زیادہ روپیہ خرچ نہیں ہو سکتا اگر ہم فرض کر لیں۔ کہ دس لاکھ مہاجر ابھی تک آباد نہیں ہوئے۔ تو چونکہ اوسط آبادی انسان کے خاندان کی چار پانچ سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے دس لاکھ مہاجرین کی آبادی کے یہ معنے ہیں کہ ہمیں ان کے لئے دو لاکھ مکانوں کی ضرورت ہے۔ ہم نے ربوہ میں تجربہ کیا ہے۔ کہ بارہ بارہ سو میں ایک کچا مکان بن سکتا ہے ایسا مکان کہ جس میں دو کمرے ہیں۔ غسلخانہ ہے۔ پاخانہ ہے۔ باورچی خانہ ہے۔ اور چار دیواری ہے۔ اگر مہاجرین کے لئے صرف ایک کمرہ پر کفایت کر لی جائے اور مکانات کی تعمیر میں خود ان سے بھی مدد لی جائے تو ایک مکان پر اس سے بھی کم رقم خرچ ہو سکتی ہے۔ اگر صرف ایک کمرہ رکھا جائے اور اس کے ساتھ غسلخانہ پاخانہ اور باورچی خانہ بھی بنایا جائے اور مزدوری کے کاموں میں مہاجرین سے ہی مدد لی جائے۔ تو میرے خیال میں چار سو روپیہ میں اس قسم کا مکان بن سکتا ہے۔ جس میں انسان بارش سے بچ سکتا ہے سردی گرمی کے اثرات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور اپنی زندگی باعزت طریق پر بسر کر سکتا ہے اس طرح

دو لاکھ مکانات پر

آٹھ کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ مگر اس آٹھ کروڑ کے نتیجہ میں جتنا کام وہ اب کر رہے ہیں اس سے دوگنا کام کرنے کے وہ قابل ہو جائیں گے۔ اور جتنی کمائی وہ اب کرتے ہیں۔ اس سے دگنی کمائی کرنے کے قابل ہو جائیں گے اور نہ صرف مہاجرین کی حالت سدھرے گی۔ بلکہ ہمارے ملک کی ترقی کی رفتار بھی پہلے سے تیز ہو جائے گی۔ ہمارے ملک کا میزانیہ اب سوا ارب سے ڈیڑھ ارب تک جا چکا ہے۔ ایسے ملک کے لئے آٹھ دس کروڑ روپیہ قرض لے لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ یہ قرض آسانی سے دو چار سال میں اتارا جا سکتا ہے۔ ہمارے ملک کی طرف سے امریکہ کا بڑا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ کہ اس نے ہمارے لئے تیس کروڑ کی گندم کا انتظام کیا۔ اگر اس کا دل اتنا نرم ہو سکتا ہے۔ تو ہمارا دل اپنے بھائیوں کی مصیبت کو دیکھ کر کیوں نرم نہیں ہو سکتا۔ مگر

مصیبت یہ ہے

کہ ہم لوگ جب بھی کوئی کام کرتے ہیں۔ ہم یورپ اور امریکہ کی نقل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے جب ٹاؤن پلینر یا ریجنل ٹاؤن پلینر مقرر کئے جاتے ہیں۔ تو وہ چاہتے ہیں کہ ایسی سکیم بنائیں۔ جس پر زیادہ سے زیادہ روپیہ خرچ ہو حالانکہ جب مصیبت آئے تو اس وقت بڑی بڑی سکیمیں نہیں سوچی جاتیں۔ بلکہ ساری کوشش صرف مصیبت کو دور کرنے پر صرف کی جاتی ہے۔ جب تک ہم ان لوگوں کی نقل کرتے رہیں گے۔ جو ہم سے دو چار سو سال پہلے ترقی کے میدان میں آگے نکل چکے ہیں۔ اس وقت تک ہم اپنے کاموں میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ ہم شام کو اپنے گھر سے نکلتے ہیں۔ اور اس شخص سے دوڑ کر ملنا چاہتے ہیں۔ جو ہم سے بارہ گھنٹے پہلے نکل چکا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ ایسی صورت میں ہماری کوشش کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔

میں دیکھتا ہوں

کہ یہاں عمارتوں کے لئے۔ ایسے ایسے قوانین بنائے جاتے ہیں۔ جو امریکہ اور نیویارک میں بھی نہیں۔ وہاں چھوٹی چھوٹی گلیاں بھی موجود ہیں کم خرچ والی عمارتیں بھی موجود ہیں۔ لیکن یہاں مجبور کیا جاتا ہے۔ کہ فلاں طرز کی عمارتیں بنائی جائیں۔ اور اتنی چوڑی گلیاں رکھی جائیں حالانکہ ہمارے ملک میں زمین کم ہیں اور آدمی زیادہ ہیں۔ اگر ایسے ہی قوانین جاری رکھے گئے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ زمین ختم ہو جائیگی اور لوگ ابھی غیر آباد پڑے ہوں گے۔ یہ ساری خرابیاں۔ اسی بات کا نتیجہ ہیں۔ کہ باہر نکل کر لوگوں کے حالات کو نہیں دیکھا جاتا۔ اور گھر بیٹھ کر خیالی سکیمیں تجویز کر لی جاتی ہیں حالانکہ خیالی دنیا بالکل اور چیز ہے۔ اور واقعاتی دنیا بالکل اور چیز ہے۔ گھر بیٹھ کر اندازے لگانے والے کی

ایسی ہی مثال

ہوتی ہے جیسے کوئی شخص اپنے کنبہ کو لے کر دریا کے دوسری طرف جانے لگا۔ تو کنارے پر بیٹھ کر پہلے اس نے اندازہ لگایا۔ کہ دریا میں کتنا پانی ہوگا۔ اس نے کنارے پر دیکھا کہ کتنا پانی ہے۔ پھر دریا کی چوڑائی کا اندازہ کیا۔ اور حساب لگا کر فیصلہ کر لیا کہ دریا میں اتنا پانی ہوگا۔ حالانکہ دریاؤں میں عام طور پر کناروں پر تھوڑا پانی ہوتا ہے۔ اور درمیان میں بڑا گہرا ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے کنبہ کو لے کر دریا میں داخل ہوا تو۔ ابھی بمشکل اس کے نصف تک ہی پہنچا تھا۔ کہ گہرا پانی آگیا۔ اور اس کا سارا کنبہ ڈوب گیا۔ یہ دیکھ کر وہ باہر نکلا۔ اور کنارے پر بیٹھ کر پھر حساب کرنے لگا۔ اور جب وہی حساب نکلا۔ جو پہلے نکل چکا تھا۔ تو حیران ہو کر کہنے لگا کہ اندازہ تو جوں کا توں لگا ہے۔ پھر کنبہ کیوں ڈوبا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خالی حسابوں سے کام نہیں چلا کرتا ضرورت ہوتی ہے کہ انسان۔ واقعاتی دنیا کو بھی دیکھے اور اگر ہم

واقعاتی دنیا کو دیکھنا چاہتے ہیں

تو ہمارا فرض ہے کہ ہم باہر نکلیں اور دیکھیں کہ لوگوں کا کیا حال ہے ہمارے لئے یورپ کی نقل کا کوئی سوال ہی نہیں۔ ہمارے لئے پہلا سوال یہ ہے کہ کسی طرح سب لوگ چھتوں کے نیچے بیٹھ سکیں تاکہ وہ سردی گرمی سے بچ سکیں۔ بارش آئے تو محفوظ رہ سکیں۔ سامان کو کمروں میں تالے لگا کر محفوظ کر سکیں۔ اس کے بعد یہ سوال آئے گا۔ کہ اتنی چوڑی سڑکیں ہوں۔ اور اتنی کھلی گلیاں ہوں۔ میں نے سنا ہے۔ کہ اب حکومت کے افسر جمعہ وغیرہ میں جانے لگے ہیں۔ جس سے انہیں۔ لوگوں کے حالات کا کچھ نہ کچھ اندازہ ہونے لگا ہے۔ ورنہ اگر بڑے افسر لوگوں سے نہ ملیں۔ تو ان کی وہی حالت ہوتی ہے۔ جو

فرانس کی ایک ملکہ

کے متعلق مشہور ہے جسے بعد میں لوگوں نے مشتعل ہو کر مار ڈالا۔ وہ ایک دفعہ گذر رہی تھی۔ کہ اس نے دیکھا ہزاروں ہزار آدمی جمع ہیں۔ اور وہ شور مچا رہے ہیں روٹی روٹی ہزاروں کا اجتماع اور لوگوں کا شور سن کر وہ ٹھہر گئی۔ اور اس نے پوچھا۔ کہ یہ لوگ کیوں شور مچا رہے ہیں۔ اس کے مصاحبوں نے بتایا۔ کہ یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں کھانے کے لئے روٹی نہیں ملتی۔ اس نے جب یہ بات سنی۔ تو کہنے لگی یہ بڑے بیوقوف لوگ ہیں۔ اگر روٹی نہیں ملتی تو کیک کھا لیں۔ اس نے چونکہ حقیقی دنیا نہیں دیکھی تھی اور وہ خود کیک اور پیسٹریاں کھاتی تھی۔ اسلئے اس نے سمجھا۔ کہ روٹی اور کیک پیسٹری یہ سب برابر کی چیزیں ہیں۔ کبھی یہ مل گئی اور کبھی وہ مل گئی۔ یہی ان لوگوں کا حال ہوتا ہے جو گھر بیٹھ کر دنیا کے حالات کا اندازہ لگاتے ہیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ لوگوں تک خود پہنچا جائے۔ اور ان کے حالات کو۔ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش کی جائے۔

میں نے پہلے بھی کئی دفعہ سنایا ہے کہ

ایک دفعہ

ایک عورت۔ میرے پاس آئی اور اس نے اپنے دکھ اور مصیبت کی داستان بیان کرنی شروع کی۔ وہ بار بار کہتی کہ میں اس وقت سخت مصیبت میں مبتلا ہوں۔ اور میں آپ کے پاس اس لئے آئی ہوں۔ کہ میں سمجھتی ہوں۔ میری مصیبت کا علاج سوائے آپ کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اگر آپ میری مدد کر دیں۔ تو میں اس مشکل سے نجات حاصل کر لوں گی۔ جب اس نے اپنی مشکلات کا بار بار ذکر کیا۔ تو میں نے چاہا کہ اس سے پوچھوں۔ کہ اسے کتنی مدد کی ضرورت ہے۔ میں نے سمجھا۔ کہ شاید وہ سو دو سو یا تین سو روپیہ مانگے گی۔ چنانچہ میں نے کہا۔ مائی میں نے تمہاری بات تو سن لی ہے۔ اب تم اپنی ضرورت بھی بیان کرو۔ کہ تمہیں کتنی مدد دی جائے۔ اس پر اس نے کہا۔ "مجھے آٹھ آنے چاہئیں"۔

اس کا یہ جواب

میری آنکھیں کھولنے والا تھا۔ کہ اس دنیا میں۔ ایسے غریب لوگ بھی موجود ہیں۔ جنہیں اتنی معمولی مدد کے لئے بھی۔ کئی منٹ تک اپنی مصیبت کی داستان بیان کرنی پڑتی ہے۔ میں نے اس وقت سمجھا کہ اس کے دل میں ہماری شقاوت قلبی کا کتنا یقین ہے۔ یہ ہمیں اتنا شقی القلب سمجھتی ہے۔ کہ خیال کرتی ہے۔ کہ اتنی خطرناک حالت میں بھی کوئی شخص اسے آٹھ آنے دینے کے لئے۔ تیار نہیں ہو سکتا دوسری طرف اس کی عزت کتنی بڑھی ہوئی تھی۔ کہ اسے آٹھ آنے کے لئے اتنی لمبی تمہید بیان کرنی پڑی۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے

غرضی

ایسے امور کا اندازہ

انسان لوگوں سے مل کر ہی کر سکتا ہے۔ اس لئے ہماری شریعت نے ہمارے لئے حج مقرر کیا ہے جس میں ساری دنیا کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ پھر عیدین مقرر کی ہیں۔ جن میں شہر اور اس کے اردگرد کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ پھر جمعہ مقرر کیا ہے۔ جس میں سارے شہر کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ لیکن چلنے والے پھر بھی ان باتوں سے بہت کم فائدہ اٹھاتے ہیں۔ شریعت نے حکم دیا ہے کہ

امراء اور قوم کے لیڈر

جمعہ اور دوسری نمازیں خود پڑھایا کریں۔ مرکز میں مقدم حق خلیفہ وقت کا ہے۔ اگر وہ نہ ہو۔ تو اس کے نائب پڑھائیں۔ ملک کے افسر پڑھائیں امراء اور لیڈران قوم پڑھائیں۔ اس میں بھی بڑا مقصد یہی ہے کہ اجتماع میں جانے سے غرباء کی تکالیف نظر آجاتی ہیں۔ اور پھر ان کو دور کرنے کے لئے اجتماعی رنگ میں کوشش کی جا سکتی ہے۔ جب تک کسی لیڈر کو اظہار خیال کا موقع نہیں ملتا۔ وہ چپ کر کے واپس آجاتا ہے۔ اور لوگوں کی تکلیف کو دور کرنے کے لئے عملی رنگ میں کوئی جدوجہد نہیں کرتا۔ لیکن اگر وہ مجلس میں جائے اور اُسے تقریریں کرنے کا موقع ملے۔ تو اس کے بعد اگر وہ غرباء کی تکالیف کو دیکھنے کے باوجود اُن کے حالات کے متعلق کچھ بولے گا نہیں تو لوگوں میں اُس کے متعلق

چہ میگوئیاں شروع ہو جائیں گی

کہ اس نے ہمارے حالات کو دیکھا مگر پھر بھی اُس نے کچھ نہیں کہا۔ اور اگر اُن کی تکالیف کو دیکھ کر وہ کچھ بولے گا تو اُسے کچھ نہ کچھ شرم آئے گی اور وہ کوشش کرے گا کہ عملی رنگ میں بھی اُن کی مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے غرض وہ اگر کچھ نہیں کہے گا تو لوگوں میں اُس کے خلاف شور پیدا ہوگا۔ اور اگر کچھ کہے گا۔ تو پھر اُسے کچھ کرنا بھی پڑے گا۔ مگر اب یہ نہیں ہوتا۔ اب مولویوں کا حق سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ نمازیں پڑھائیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ امراء بہت کم نماز میں شامل ہوتے ہیں۔ اور اگر کبھی مسجدوں میں آجائیں۔ تو لوگوں کے لئے ایک عجوبہ سا بن جاتا ہے یہاں کے

ایک غیر احمدی دوست

یہاں جلسہ سالانہ پر آئے تو انہوں نے ہمیں ایک نظم سنائی۔ جس میں یہ مضمون تھا کہ پاکستان کے گورنر جنرل اور وزیراعظم نماز کے لئے آئے۔ تو کس طرح ایک ایک کر کے لوگوں نے انہیں دیکھنا شروع کر دیا۔ گویا نماز انہیں بھول گئی اور صرف یہ مقصد سامنے رہ گیا۔ کہ کس طرح وزیراعظم یا گورنر جنرل انہیں مسکرا کر دیکھ لیں لیکن بہرحال کام کرنے سے ہی ہوتے ہیں۔ اگر یہ طریق جاری رہے تو آہستہ آہستہ اس کے مفید نتائج بھی پیدا ہونے شروع ہو جائیں گے۔

اصل چیز یہی ہے

کہ قوم کے سردار خود نمازیں پڑھانے لگ جائیں مگر اب اس کو ایک پیشہ سمجھ لیا گیا ہے۔ جو مولویوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اگر قوم کے سردار لوگوں کو نمازیں پڑھائیں تو جہاں نمازوں کے ذریعہ ایک طرف روحانیت پیدا ہوگی وہاں وہ قوم کی مشکلات اور اُس کی تکالیف کو دور کرنے میں بھی حصہ لیں گے اور اس طرح دین اور دنیا دونوں کا ایک لطیف امتزاج ہو جائے گا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر ہم غور کر کے دیکھیں تو جتنے بھی دنیوی کام ہیں۔ اُن میں اگر خدا تعالیٰ کا نام آجائے۔ تو وہ دینی کام بن جاتے ہیں۔ اور جتنے دینی کام ہیں اُن میں دنیا کا بھی ایک حصہ رکھا گیا ہے مثلاً ہم روٹی کھاتے ہیں۔ کپڑا پہنتے ہیں جوتی بناتے ہیں۔ ہل چلاتے ہیں۔ اب یہ سب دنیوی کام ہیں۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ ہر دنیوی کام سے پہلے

بسم اللہ پڑھ لیا کرو

اب اگر ہم بسم اللہ کہہ کر روٹی کھاتے ہیں۔ یا ہل چلاتے ہیں یا کپڑا پہنتے ہیں۔ یا جوتی بناتے ہیں۔ تو یہ سارے دنیوی کام دینی بن جاتے ہیں۔ اسی طرح جتنے دینی کام ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو بھی سمویا ہوا ہے۔ مثلاً روزے کا حکم دیا تو ساتھ صدقہ بھی رکھ دیا۔ اور کہہ دیا کہ غرباء کو کھانا بھی کھلاؤ۔ حج کا حکم دیا۔ تو ساتھ قربانی رکھ دی۔ اور کہہ دیا۔ کہ لوگوں کو گوشت کھلاؤ۔ اسی طرح زکوٰۃ ہے۔ یہ بھی عبادات میں شامل ہے۔ مگر اس کا فائدہ بھی زیادہ تر قوم کے غرباء کو ہی پہنچتا ہے پھر نمازیں ہیں اُن میں بھی لوگوں کی

اصلاح کا پہلو

مدنظر رکھا گیا ہے۔ کیونکہ حکم دیا گیا ہے کہ قوم کے آئمہ کو نمازیں پڑھانی چاہئیں تاکہ وہ لوگوں کے حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ اور پھر اُن کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔ غرض ہر دنیوی کام میں دین کا اور ہر دینی کام میں دنیا کا اللہ تعالیٰ نے حصہ رکھا ہے۔ اور اس نے دین اور دنیا کو اس طرح ملا دیا ہے۔ کہ روحانیت اور جسم دونوں کو ایک کر دیا ہے۔ کوئی شخص اسلام کو مان کر ایسی روحانیت اختیار نہیں کر سکتا جس میں وہ دنیا کو بالکل چھوڑ دے۔ اور کوئی شخص اسلام کو مان کر ایسی دنیا اختیار نہیں کر سکتا۔ جس میں وہ روحانیت کو بالکل چھوڑ دے غرض

جمعہ اور عیدین

وغیرہ کی نمازیں نہ صرف قرب الٰہی کا ذریعہ ہیں۔ بلکہ قومی مشکلات کے معلوم کرنے اور پھر اُن کو دور کرنے کا بھی ایک اعلیٰ ذریعہ ہیں۔ اور ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ نہ صرف اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط رکھے۔ بلکہ عوام کی مشکلات کے دور کرنے میں بھی عملی حصہ لے

حقیقت یہی ہے

کہ کوئی شخص اپنی زندگی نہ دنیا کے لحاظ سے کامیاب بسر کر سکتا ہے۔ اور نہ دینی لحاظ سے جب تک اُس کا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہ ہو۔ اسی طرح کوئی شخص اپنی زندگی خدا تعالیٰ کے لئے بسر نہیں کر سکتا۔ جب تک

قوم کے لئے

اور قوم کے افراد کے لئے .... قربانی اور ایثار کی روح اس میں پیدا نہ ہو۔

ایک خط اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طرف سے اس کا جواب

ایک احمدی دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھا کہ:۔

سیدی! "الشرکتہ الاسلامیہ" کمپنی کے دس حصص بذریعہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیال گڑھی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ لائل پور خرید کئے۔ اور ان کو مبلغ پچاس روپے پہلی قسط ادا کئے۔ جس کے لئے انہوں نے ایک کچی رسید ۲۷ جولائی ۱۹۵۳ء کو دے دی۔ اور انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ کمپنی کی رسید جلد ربوہ دفتر سے بھیجدی جائے گی۔ مگر آج ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۳ء تک انہوں نے کوئی رسید دفتر سے جاری نہیں فرمائی۔

گذشتہ دنوں چودھری سلطان محمود احمد صاحب نمائندہ اور نظیل پبلسٹی پبلشنگ کا ڈیپوٹیشن تشریف لائے۔ اور دوستوں کو حصص کی خریداری کے لئے توجہ دلاتے رہے۔ مگر اُن کے پاس بھی رسیدات کوئی نہیں تھیں۔ جس کی وجہ سے احباب جماعت پر کوئی اچھا اثر نہیں پڑا۔ اور بدگمانیاں بڑھ رہی ہیں۔ میں نے ان کو اس طرف توجہ دلائی تھی۔ یہ اطلاعاً عرض کر رہا ہوں۔ تاکہ نہیں کمپنیاں بدنام نہ ہوں۔ اور وقار کو صدمہ نہ پہنچے۔

حضور نے اس کے جواب میں فرمایا ہے:۔

"جب تک ہماری طرف سے دوبارہ اعلان نہ ہو جائے۔ ہرگز کوئی حصہ نہ خریدیں۔ اگر کوئی خریدے اور اُسے نقصان پہنچے۔ تو سلسلہ ذمہ دار نہ ہوگا موجودہ حالات مشتبہ ہیں"

(پرائیویٹ سیکرٹری)

اعلان معافی

(۱) مسمی چوہدری نصر اللہ خان صاحب ساکن پنڈی بھاگو ضلع سیالکوٹ کو سلسلہ کے قواعد کی خلاف ورزی کرنے پر اخراج از جماعت کی سزا دی گئی تھی۔ اب اُن کی درخواست معافی پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرمایا ہے۔ احباب مطلع رہیں۔ (ناظر امور عامہ)

(۲) مسمی عبدالکریم صاحب ساکن مرارڈہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کو سلسلہ کے قواعد کی خلاف ورزی کرنے پر اخراج از جماعت کی سزا دی گئی تھی۔ اب اُن کی درخواست معافی پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا ہے۔ احباب مطلع رہیں۔ (ناظر امور عامہ)

امتحان کتاب فتح اسلام:۔ زیر انتظام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

شعبہ تعلیم کے ماتحت امتحان کتاب فتح اسلام مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۸ نومبر ۱۹۵۳ء منعقد ہوگا۔ سب ممبرات اپنی اپنی لجنہ میں اس کی تحریک کر کے امتحان دینے والی بہنوں کے نام معہ داخلہ ۲ آنے فی کس کے حساب ارسال فرمائیں۔

اگر کسی بہن کے پاس یہ کتاب موجود نہ ہو۔ تو دفتر لجنہ اماء اللہ میں اطلاع دے کر منگوا لیں۔ کتاب کی قیمت ۱۰ آنے ہے۔ (جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

مجلس خدام الاحمدیہ کا تیرھواں

سالانہ اجتماع

۲۳-۲۴-۲۵ اخاء ۱۳۳۲ھ ش — بمقام ربوہ

بروز جمعہ ہفتہ - اتوار

خدام الاحمدیہ! آپ کا یہ سالانہ اجتماع آپ کے لئے نہائت ہی مبارک ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ آپ میں رونق افروز ہونگے۔ اور اس طرح خدام کو زیادہ سے زیادہ عرصہ اپنے پیارے آقا کے قریب رہ کر حضور کی بیش قیمت ہدایات سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ مل سکے گا:

نوجوانانِ احمدیت کے اس نہایت اہم اجتماع میں

(۱) خادمانہ زندگی بسر کرنے کی عملی تربیت دی جاتی ہے (۲) علمی اخلاقی اور ورزشی مقابلے ہوتے ہیں (۳) تحریک خدام الاحمدیہ کے متعلق مفید مشورے حاصل کرنے کے لئے ایک مجلس شوریٰ منعقد کی جاتی ہے (۴) تمام خدام ان تین دنوں میں خود ساختہ خیموں میں رہیں گے۔ اور ان کا تمام پروگرام ایک نظام کے ماتحت ہوگا (۵) خدام کے علاوہ اطفال کے لئے بھی علیحدہ پروگرام ہوگا۔

تمام خدام کا اولین فرض ہے کہ وہ اس نہایت ضروری اجتماع کو بہمہ وجوہ کامیاب کرنے کیلئے پوری طرح کوشاں ہوں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے پورے سامان کے ساتھ ایک منظم طریق پر شریک ہوں۔

کیونکہ "وہ احمدیت کے خادم ہیں اور خادم وہی ہوتا ہے جو اپنے آقا کے قریب رہے"

الداعی: معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

گورنر جنرل مسٹر غلام محمد مشرق وسطیٰ یورپ اور امریکہ کے دورے پر روانہ ہو گئے

چیف جسٹس عبدالرشید آج قائم مقام گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھائیں گے

کراچی ۱۹ ر اکتوبر۔ گورنر جنرل مسٹر غلام محمد یورپ امریکہ اور مشرق وسطیٰ کے چھ ہفتے کے دورہ پر آج رات ڈھائی بجے ائر فرانس کے کانسٹی لیشن کے طیارے سے روانہ ہو گئے۔ طیارے میں ایک کیبن کو پارٹیشن لگا کر الگ کر دیا گیا ہے۔ تاکہ گورنر جنرل دوسرے مسافروں سے الگ رہیں۔ اس میں آرام دہ کرسیاں لگادی گئی ہیں۔ گورنر جنرل جو چھ ہفتے کی رخصت پر جا رہے ہیں۔ سب سے پہلے بغداد جائیں گے۔ رات ساڑھے نو بجے گورنر جنرل ڈرگ روڈ کے ہوائی اڈے پر پہنچے۔ جہاں لنکا کے ہائی کمشنر مسٹر ڈی۔ بی جایا کی قیادت میں سفارتی نمائندوں نے مسٹر غلام محمد سے ملاقات کی۔ گورنر جنرل نے ہر ایک سفارتی نمائندے سے تھوڑی تھوڑی دیر باتیں کیں۔ اس کے بعد مسٹر غلام محمد نے کابینہ کے وزراء مسٹر گورمانی۔ مسٹر شعیب قریشی مسٹر اے۔ کے بروہی۔ سردار بہادر خاں۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ پیرزادہ عبدالستار اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ ملک فیروز خاں نون سے ملاقات کی۔ سندھ کے گورنر مسٹر حبیب رحمت اللہ اور ان کی بیگم بھی ہوائی اڈے پر موجود تھے۔ جو لوگ ہوائی اڈے پر موجود تھے۔ ان سے ملاقات کرنے کے بعد مسٹر غلام محمد ایرپورٹ کے ہوٹل میں آرام کرنے کے لیے چلے گئے۔ ان کا طیارہ ۲ بج کر ۵ منٹ پر روانہ ہوا۔ وہ دوپہر کو بغداد پہنچ جائیں گے۔

گورنر جنرل ہاؤس میں آج صبح دس بجے قائم مقام گورنر جنرل مسٹر جسٹس عبدالرشید اپنے عہدے کا حلف اٹھائیں گے۔ حلف اٹھانے کی رسم کی ادائیگی کے وقت سفراء۔ وزراء اعلیٰ مرکزی افسر۔ بحریہ اور ہوائی فوج کے کمانڈر انچیف پاکستانی فوج کے ڈپٹی چیف آف اسٹاف۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ اور وزراء سندھ چیف کورٹ کے جج والیان ریاست اور ممبران دستوریہ موجود ہوں گے۔ پاکستان کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس عبدالرشید نے پاکستان کے پہلے گورنر جنرل قائداعظم اور اس کے بعد مسٹر غلام محمد سے حلف اٹھوایا تھا۔ انہوں نے لیاقت وزارت کے ارکان سے بھی ۱۵ ر اگست ۱۹۴۷ء کو حلف اٹھوایا تھا۔ اس وقت مسٹر جسٹس عبدالرشید لاہور ہائیکورٹ کے چیف جج تھے۔ ۱۸ ر اکتوبر ۱۹۵۱ء کو مسٹر جسٹس عبدالرشید نے چیف جسٹس کی حیثیت سے مسٹر غلام محمد سے گورنر جنرل کے عہدے کا حلف اٹھوایا تھا۔ وہ لاہور میں ۲۹ ر جون ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ اور سنٹرل ماڈل اسکول و فارمن کرسچین کالج میں تعلیم پانے کے بعد کیمبرج میں تعلیم حاصل کرنے گئے۔ انہوں نے ۱۹۱۲ء میں وکالت شروع کی۔ اور سر محمد شفیع کے ساتھ کام کیا۔ ۱۹۲۵ء میں انہیں لاہور ہائیکورٹ کا جج مقرر کیا گیا۔ ۱۹۴۶ء میں وہ چیف جسٹس مقرر ہوئے۔ اور ۲۲ ر جون ۱۹۴۹ء کو ریٹائر ہو گئے۔ ۲۷ ر جون ۱۹۴۹ء کو انہیں پاکستان کا چیف جسٹس مقرر کیا گیا۔ ان کی شادی ستمبر ۱۹۱۵ء میں نواب مولا بخش کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ نامزد گورنر جنرل کل ۲ بج کر ۲۳ منٹ پر لاہور سے پاکستان میل کے ذریعہ کراچی آ رہے ہیں۔ نامزد گورنر جنرل آج صبح جب لاہور سے پاکستان میل میں کراچی روانہ ہوئے۔ تو ریلوے اسٹیشن پر ایک بہت بڑے ہجوم نے انہیں الوداع کہی۔ میجر جنرل اعظم خان جسٹس محمد اکرم اور جسٹس کارنیلیس۔ مسٹر اختر حسین فنانشل کمشنر پنجاب۔ چیف سکریٹری۔ ہوم سکریٹری اور مقامی وکلاء ریلوے اسٹیشن پر موجود تھے۔

حسین فاطمی کے ایک ساتھی کو گرفتار کر لیا گیا

تہران ۱۸ ر اکتوبر: ایرانی فوجی پولیس نے آج شاہ ایران کے مخالف اور سابق وزیر خارجہ حسین فاطمی کے ایک قریبی دوست کو جو صحافی ہے گرفتار کر لیا۔ فوجی پولیس نے بتایا ہے کہ یہ صحافی جس کا نام کریم پور شیرازی ہے ڈاکٹر مصدق کی حکومت کے خاتمہ کے بعد سے لاپتہ تھا۔ جب گرفتار کر لیا گیا تو اس نے داڑھی بڑھا رکھی تھی۔ پولیس کا خیال ہے کہ اس گرفتاری کے بعد اب حسین فاطمی کی گمشدگی کا راز جلد ہی کھل جائے گا۔

شاہ ابن سعود تندرست ہیں

قاہرہ ۱۸ ر اکتوبر: قاہرہ میں سعودی عرب کے سفارت خانے کے ایک ترجمان نے آج اس خبر کی تردید کی ہے کہ ۷۳ سالہ شاہ ابن سعود علیل ہیں ترجمان نے کہا کہ ہمیں ابھی تار سے یہ خبر ملی ہے۔ کہ شاہ کی صحت بہت اچھی ہے اور وہ طائف سے جہاں وہ موسم گرما گزارتے ہیں سرمائی دارالحکومت ریاض روانہ ہو رہے ہیں۔

پاکستان مسلم لیگ کی مجلس عاملہ

چند روز میں ناموں کا اعلان ہوگا

کراچی ۱۸ ر اکتوبر: پاکستان مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کی تشکیل مسٹر محمد علی کے زیر غور ہے۔ وہ چند دن میں مجلس عاملہ کے ناموں کا اعلان کر دیں گے۔

اورنگ زیب کے دور کا روپیہ برآمد ہوا

بمبئی ۱۸ ر اکتوبر: شہنشاہ اورنگ زیب کے دور حکومت کا ایک روپیہ کولہاپور میں برآمد ہوا ہے اس پر ہجری ۱۰۷۸ رقم ہے جو مطابق عیسوی ۱۶۶۶ء ہے یہ روپیہ اسلام نگر کی ٹکسال میں بنا تھا تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ کولہاپور اورنگ زیب کے وقت میں اسلام نگر کے نام سے مشہور تھا۔

ماضی کو بھول کر مسلم لیگ میں دوبارہ شامل ہو جائیے

صدر پاکستان مسلم لیگ محمد علی کی پرانے لیگی کارکنوں سے اپیل

کراچی ۱۹ ر اکتوبر: وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی جو پاکستان مسلم لیگ کے صدر بھی ہیں نے مسلم لیگ کے ان تمام کارکنوں سے جو اس وقت قومی تنظیم سے باہر ہیں۔ اپیل کی ہے کہ وہ دوبارہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں۔ انہوں نے اپیل میں پرانے لیگی کارکنوں سے کہا۔ کہ آپ ماضی کو بھول کر ایک مرتبہ پھر مسلم لیگ کی خدمت میں مصروف ہو جائیے۔ آج شام جب پاکستان مسلم لیگ کونسل کا اجلاس شروع ہوا تو نائب صدر مسٹر یوسف ہارون نے وزیر اعظم کا پیغام جو انہوں نے بستر علالت سے کونسلروں کے نام بھیجا تھا۔ پڑھ کر سنایا۔ آپ نے لکھا مجھے قومی جماعت کا صدر منتخب کر کے مجھے جو اعزاز دیا ہے۔ اور مجھے یہ اعلیٰ عہدہ دے کر مجھ پر جس اعتماد کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں اس پر آپ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور پورے عجز و انکسار کے ساتھ یہ اعزاز اور ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں کونسل کے جلسے میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اور خود آپ کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں علیل ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ میرا یہ پیغام جو میں بستر علالت سے بھیج رہا ہوں قبول کریں گے۔ مسلم لیگ ہی وہ جماعت ہے جس نے پاکستان حاصل کیا ہے۔

پاکستان کو مستحکم بنانے کی ذمہ داری بھی مسلم لیگ ہی پر ہے۔ اور قومی جماعت ہی پاکستان کو مستحکم بنا سکتی ہے۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے قومی اتحاد بہت ضروری ہے۔ میں آپ کے صدر کی حیثیت سے اسی کو اپنا اولین نصب العین بناؤں گا۔ میں آپ سے اس مقصد کے حصول میں پورے تعاون کی اپیل کرتا ہوں۔ پیغام ختم کرنے سے پہلے میں ان تمام قدیمی مسلم لیگی کارکنوں کو جو مسلم لیگ سے باہر چلے گئے ہیں۔ دعوت دیتا ہوں۔ کہ وہ ماضی کو بھول کر قومی جماعت میں دوبارہ شامل ہو جائیں۔ اور اس کی خدمت کریں۔ بہت سے ممتاز رکن بعض وجوہ کی بنا پر جن کا تذکرہ کرنا میرے نزدیک نامناسب ہے۔ اب ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ میں ان حضرات سے خاص طور پر اپیل کرتا ہوں۔ اور یہ امید کرتا ہوں کہ ان کا حب وطن اور مسلم لیگ سے وفاداری کا جذبہ انہیں اپنی پوزیشن پر دوبارہ غور کرنے پر مجبور کرے گا۔ کہ انہیں مسلم لیگ میں دوبارہ شامل ہونا چاہیے۔ مجھے بڑی مسرت ہوگی۔ اگر میری اس اپیل کے جواب میں ہمارے دوست ہمارے درمیان واپس آ جائیں۔ اور پاکستان کو دنیا کا سب سے زیادہ خوشحال اور عظیم ملک بنانے میں ہماری مدد کریں۔ مسٹر محمد علی کا یہ پیغام سن کر کونسلروں نے نعرہ ہائے تحسین بلند کیے۔ مسٹر غضنفر علی نے کہا۔ کہ میں تمام کونسلروں کی جانب سے وزیر اعظم کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور انہیں اپنے پورے تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔ قاضی عیسیٰ نے کہا۔ کہ کل میرے صدر کے عہدے کا انتخاب ایک اصول پر لڑا تھا۔ لیکن میں ہار گیا میں اکثریت کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں اور صدر مسلم لیگ کو اپنے پورے تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔

پاکستان میں جہاز سازی کا کارخانہ

کراچی ۱۸ ر اکتوبر: مشرقی بنگال کے وزیر اعلیٰ مسٹر نور الامین نے جہاز سازی کا وہ کارخانہ دیکھا جس کے مکمل ہونے کے بعد ڈھائی ہزار ٹن کے جہاز تیار ہوا کریں گے۔ اس کارخانہ پر ۵ کروڑ ۹۰ لاکھ روپے خرچ ہونگے۔

"امین البحر" کا معائنہ ممبران دستوریہ اور کونسلروں کی دلچسپی

کراچی ۱۸ ر اکتوبر: مشرقی پاکستان کے ممبران دستوریہ اور پاکستان مسلم لیگ کے کونسلروں نے آج دنیا کے دوسرے سب سے بڑے ڈریجر "امین البحر" کو دیکھا۔ یہ جہاز مشرقی بنگال میں دریاؤں کو صاف کیا کرے گا۔ مشرقی بنگال کے ۶ ڈریجر جہازوں کے بیڑے پر پونے دو کروڑ روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ "امین البحر" اگلے سال مشرقی بنگال پہنچے گا۔ ڈریجر جہاز سفینۃ الحسن تین ہفتہ بعد ڈھاکہ پہنچے گا۔

بھارت کشمیر کی آزادی میں رکاوٹ بنا رہا تو اس کی آزادی خطرے میں پڑ جائے گی

کراچی ۱۹ ر اکتوبر: وزیر داخلہ پاکستان مسٹر مشتاق احمد گورمانی نے آج رات پاکستان مسلم لیگ کونسل کے جلسے میں تقریر کرتے ہوئے بھارت کو خبردار کیا۔ کہ اگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہا۔ اور کشمیر کے مسلمانوں کی آزادی میں رکاوٹیں ڈالتا رہا تو خود بھارت کی آزادی بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔ انہوں نے کہا۔ کہ پاکستان کی حکومت اور عوام بزدل نہیں ہیں۔ یہی حکومت ہے جو ۴۰ لاکھ مسلمان کشمیریوں کو ان کا پیدائشی حق خود اختیاری دلانے کے لیے جنگ میں کود پڑی تھی۔ ضرورت پڑنے پر حکومت نے کبھی کسی قربانی اور کسی حربے سے دریغ نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہر قسم کے اندیشے اور شبہات اپنے دلوں سے نکال دیجیے کشمیر کو آزاد کرنے کے لیے ہر وہ ذریعہ استعمال کیا جائے گا۔ جس کی وقت میں ضرورت پڑے گی جنگ کی ضرورت ہوئی تو جنگ اور گفت و شنید سے معاملات طے ہونے کا امکان ہوا تو گفت و شنید ہم ہر طرح تیار ہیں۔